© rasailojaraid.com

ولولہ اور عزم کے ساتھ قومی تاریخ و ثقافت پر لکھنے کے لیے پروگرام بنا رہا ہے، ہمیں امید ہے کہ وہ اس "آزمائش" پر پورا اترے گا۔

ایک چراغ اور بجھا

مولانا سید عطاء المنعم بخاری (جو سید ابوذر بخاری کے نام سے معروف ہیں) ۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کی شام ۱۱ر بجے ملتان میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مولانا ایک جید عالم تھے اور شعر و ادب کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ سید صاحب نے حفظ قرآن کے بعد درس نظامی کی تکمیل مدرسہ خیرالمدارس، ملتان میں کی۔ وہ کچھ عرصہ خیرالمدارس میں پڑھاتے بھی رہے اور اپنے استاد مولانا خیر محمد سے جو اپنے وقت کے ممتاز عالم اور عارف باللہ تھے، روحانی تربیت بھی حاصل کرتے رہے۔ درس و تدریس کے بعد انہوں نے قلم و قرطاس کی صحبت اختیار کی، سہ روزہ اخبار "مزدور" اور "مستقبل" جاری کیا۔ ان پرچوں کے ناموں ہی سے ان کے ذہنی رجحانات کا پتہ چلتا ہے۔ جاگیرداری اور سرمایہ پرستی کو احرار ذہن نے کبھی قبول نہیں کیا۔ رسالہ "الاحرار" بھی ان کی نگرانی میں شائع ہوتا رہا۔ ہرچند وہ فن خطابت میں اپنے مرحوم والد کے ہمسر نہیں تھے، لیکن غیرت و حمیت اور فقر و استغناء میں اپنے والد کے صحیح جانشین تھے۔ انہیں شدت سے اس بات کا احساس تھا کہ ان کی رگوں میں ایک درویش خدا مست، صاحب جنوں اور مجاہد باپ کا خون دوڑ رہا ہے، اس احساس نے ان کی معنوی شخصیت کے خدوخال سنوارنے میں بڑی مدد دی اور زندگی کے کسی موڑ پر بھی انہوں نے "فقیہ مصلحت بین" کا روپ اختیار نہیں کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ فن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خطابت میں اپنے والد کے ہمسر نہیں تھے، لیکن علم و ادب میں وہ یقیناً اپنے والد سے آگے تھے۔ جہاں تک فن خطابت کا تعلق ہے، تو یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ اس میدان میں خود مرحوم سید عطاء اللہ شاہ نے اپنا کوئی حریف نہیں دیکھا۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ برصغیر کی جدید تاریخ نے اردو زبان میں سید عطاء اللہ شاہ جیسا آتشیں نفس اور جادو بیان خطیب پیدا نہیں کیا، مرحوم مولانا محمد علی جوہر، شاہ جی کو پنجاب کا جادوگر کہا کرتے تھے۔ بے شبہ برصغیر کے مسلم معاشرے نے اردو کے بڑے بڑے نامور مقرر پیدا کیے، ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر محمد اشرف، حفظ الرحمان سیوہاروی، نواب بہادر یار جنگ، مولانا شبیر احمد عثمانی، قاری محمد طیب، سر شاہ سلیمان، جیسے لوگوں کے نام آج بھی زمانہ کے کان میں گونج رہے ہیں، ان میں سے اکثر کو دیکھنے اور سننے کا خاکسار کو شرف بھی حاصل ہے، لیکن عوامی سطح پر عطاء اللہ شاہ جیسا وجیہ خوب صورت چہرہ، اور جادو بیاں زبان۔ جس سے موسم بہار میں گل و لالہ کے پھول جھڑتے اور دل پر محن کا دھواں اٹھتا۔ راقم نے نہیں دیکھی۔ فرصت میں ہم شاہ صاحب پر تفصیل سے لکھیں گے۔

ان سے خاکسار کا تعلق بہت پرانا ہے، ہم دونوں شرح جامی، کنز الدقائق اور اصول الشاشی کے دروس میں اکٹھے تھے، ایسے ہی ہم دونوں مرحوم مولانا خیر محمد کے، اور مولانا عبداللہ کے شاگرد تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ملتان یا لاہور میں ان سے ملنا رہتا۔ ہمیں دکھ ہے کہ وقت نے انہیں جس علم و فضل سے نوازا تھا، اس علم و فضل سے استفادہ کے لیے وقت نے انہیں سازگار ماحول فراہم نہیں کیا۔ پرچہ پریس میں جا رہا تھا کہ شاہ صاحب کے سفر آخرت کی خبر ملی، اس لیے جلدی میں ان پر تفصیل سے نہیں لکھا جاسکا۔ ہم خدا سے دعاگو ہیں کہ وہ سید صاحب مرحوم کے اہل و عیال کو صبر و تحمل سے نوازے۔

رشید احمد جالندھری

© rasailojaraid.com